Regd. NO. L. 5254 بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحمُودًا

روزنامہ الفضل ربوہ

فی پرچہ ۱/۱
یوم:- چہار شنبہ

جلد ۴۴/۹ | ۵ صلح ۱۳۳۴ ہش * ۵ جنوری ۱۹۵۵ء | نمبر ۴

اخبار احمدیہ

ربوہ ۴ جنوری۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج کی اطلاع مظہر ہے:-

"سخت نزلہ بھی ہے اور کھانسی بھی ہے"

احباب حضور ایدہ اللہ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں

ربوہ ۴ جنوری۔ مکرم خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب کی بائیں ٹانگ اور بایاں بازو بڑی حد تک درست ہو گئے ہیں۔ لیکن دائیں ٹانگ میں زیادہ کسر ہو گئی ہے۔ اس کی وجہ سے چلتے وقت دایاں پاؤں مشکل سے اٹھتا ہے۔ اور عموماً گھسٹتا ہوا چلتا ہے۔ اور چند قدم چلنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ احباب مکرم خانصاحب کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

انسانی اعمال میں سب سے مقدم چیز اخلاق ہیں انکی اصلاح کے بغیر نہ دین میں کامیابی ہو سکتی ہے نہ دنیا میں

لائبریریاں قائم کرنے اور مساجد تعمیر کرنے کی تحریک تعلیم یافتہ دوست ایک ایک ناخواندہ احمدی کو پڑھانے کا عہد کریں

جلسہ سالانہ کے موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر کا ملخص

جلسہ سالانہ کے موقع پر مورخہ ۲۷ دسمبر کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو تقریر فرمائی اس کے اپنے الفاظ میں خلاصہ کی چوتھی قسط درج ذیل کی جاتی ہے۔

(مرتبہ:- خورشید احمد)

لائبریریاں قائم کرنے کی تحریک

حضور نے فرمایا۔ میں نے لٹریچر شائع کرنے اور لائبریریاں قائم کرنے کی تحریک کی تھی۔ نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے مجھے بتایا گیا ہے کہ اس نے ۲۷ مقامات پر لائبریریاں قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ مقامی جماعتوں کو اس کام میں نظارت کے ساتھ تعاون کرنا چاہیئے۔ انہیں چاہیئے کہ صرف ۲۷ پر ہی بس نہ کریں۔ بلکہ ان ستائیس لائبریریوں کو پیش خیمہ سمجھیں ۲۷ ہزار اور پھر ۲ لاکھ لائبریریوں کا۔ جماعتوں کو چاہیئے کہ کسی مرکزی مقام پر مکان کا انتظام کر کے وہاں لائبریری قائم کریں۔ نظارت تبلیغ کا ارادہ یہ ہے کہ صرف ایسی جگہوں پر لائبریری قائم کی جائے۔ جہاں پر کوئی مبلغ ہو۔ یا جماعت کی طرف سے کوئی ایسا آدمی مقرر کیا گیا ہو جو لٹریچر کی حفاظت کی پوری طرح ذمہ داری لے سکے

مساجد تعمیر کرنے کی تحریک

حضور نے تعمیر مساجد کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا۔ ابھی تک کئی جگہیں ایسی ہیں۔ جہاں ہماری جماعت کی کوئی مسجد موجود نہیں۔ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ مسجد ضرور شاندار ہونی چاہیئے۔ حالانکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر اور کس کی شان ہو سکتی ہے۔ لیکن آپ نے سب سے پہلے جو مسجد بنائی وہ کچی تھی۔ پس اگر تمہیں کچی مسجد بنانے کی توفیق مل سکتی ہے۔ تو تم کیوں پیچھے ہٹتے ہو۔ میں یہ نہیں کہتا کہ پکی اور شاندار مساجد نہ بناؤ بے شک اگر تم میں توفیق ہے تو ضرور بناؤ۔ مگر اصل ضرورت یہ ہے کہ ہر جماعت میں مسجد ضرور ہو خواہ وہ پکی ہو یا کچی۔ پھر کئی جگہیں ایسی ہیں۔ جہاں پر پندرہ پندرہ بیس بیس سال سے محض اس لئے مسجد نہیں بنائی گئی کہ کوئی مرکزی جگہ نہیں ملتی لیکن یہ خیال بھی غلط ہے۔ تم یہ کیوں نہیں سمجھتے کہ جہاں تم مسجد بناؤ گے اللہ تعالیٰ اسی کو مرکز بنا دے گا اور وہاں رونق ہو جائے گی۔ پس اللہ تعالیٰ پر حسن ظنی رکھو اور جیسی بھی بنا سکتے ہو اور جہاں بھی بنا سکتے ہو مسجد ضرور بناؤ۔ حتے کہ کوئی شہر کوئی قصبہ اور گاؤں ایسا نہ رہے۔ جہاں تمہاری اپنی مسجد نہ ہو میرا تجربہ تو یہی ہے کہ جہاں مسجد تعمیر ہوتی ہے وہاں جماعت ضرور بڑھتی اور ترقی کرنا شروع کر دیتی ہے۔ پھر ہماری جماعت کے متعلق تو خدائی حکم یہ ہے کہ وسع مکانک یعنی اپنے مکانوں کو وسیع کرو۔ بظاہر یہ عجیب بات معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو میرے اور تمہارے مکانوں سے کیا واسطہ؟ لیکن دراصل اس میں اللہ تعالیٰ نے اس امید اور توقع کا اظہار فرمایا ہے۔ کہ بانی سلسلہ اور اس کے متبعین جب اپنے لئے مکان بنائیں گے تو پہلے میرے مکان کا بھی فکر کریں گے گویا اللہ تعالیٰ تم سے یہ توقع رکھتا ہے کہ تم اپنے مکانوں کے ساتھ اس کے گھر بھی بناتے چلے جاؤ گے

معیار تعلیم کو بلند کرنے کی ضرورت

حضور نے معیار تعلیم کو بلند کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا۔ پچھلے سال میں نے جلسہ پر یہ تحریک کی تھی کہ تمام تعلیم یافتہ دوست ایک ایک ناخواندہ احمدی کو پڑھانے کی کوشش کریں آج میں پھر یاددہانی کرتا ہوں اور توجہ دلاتا ہوں کہ دوست اس تحریک پر عمل کریں۔ تعلیم کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ اگر ہم ترقی کرنا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ ہم اپنے مردوں اور عورتوں کے معیار تعلیم کو بلند کریں۔ تعلیم سے میری مراد کوئی اعلیٰ تعلیم نہیں ہے۔ بلکہ یہ ہے کہ ہر احمدی مرد عورت کم از کم اردو لکھ پڑھ سکے۔ اگر ہم اس میں کامیاب ہو جائیں گے۔ تو ہمارا معیار تعلیم بہت بلند ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے باقاعدہ عمارتیں بنوانے اور سکول کھولنے کی ضرورت نہیں۔ اسلام کے ابتدائی ایام کی طرح جب کہ مساجد ہی اسلامی مدرسے ہوتے تھے۔ ہم بھی نہایت سادگی کے ساتھ اس کام کو بغیر کسی بڑے خرچ کے کر سکتے ہیں۔ اگر سارے کے سارے تعلیم یافتہ احمدی مرد اور عورتیں یہ عہد کر لیں۔ اور ایک ایک ناخواندہ احمدی کو اردو پڑھانا اپنے ذمہ لے لیں تو ایک قلیل وقت میں ہم بہت بڑا تغیر پیدا کر سکتے ہیں۔

قومی ترقی کی جڑ اخلاق حسنہ ہیں

اس کے بعد حضور نے اپنے اندر اخلاق حسنہ پیدا کرنے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا۔ میری خلافت کو اکتالیس سال ہو رہے ہیں۔ اس عرصہ میں اگر تم سال میں صرف ایک اچھا خُلق اپنے اندر پیدا کرنے میں بھی کامیاب ہو جاتے تو آج اخلاقی لحاظ سے تم بہت بڑی طاقت کے مالک ہوتے۔ اصل مصیبت یہ ہے کہ اس زمانہ میں یہ عادت عام ہو گئی ہے۔ کہ لوگ باتیں سنتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ ان پر عمل کرنے کی پرواہ نہیں کرتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ترقی کی اصل وجہ یہی تھی کہ وہ جو کچھ سنتے تھے اس پر عمل کرتے تھے۔ اور پھر اس عمل پر راسخ ہو جاتے تھے۔

حضور نے فرمایا یاد رکھو سب سے مقدم چیز انسانی اعمال میں اخلاق ہی ہوتے ہیں۔ اس کے بغیر نہ دین درست ہوتا ہے نہ دنیا۔ یورپ نے

(بقیہ دیکھئے صفحہ ۲ پر)

ایڈیٹر:- روشن دین تنویر — مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس میں طبع کرا کر ربوہ سے شائع کیا۔

نمائندگان جماعت ہائے احمدیہ کی خدمت میں

بیت المال کی طرف سے ضروری گذارش

مالی سال رواں کے آٹھ ماہ گذر چکے ہیں۔ ۱۷ دسمبر ۱۹۵۴ء تک لازمی چندوں کے تدریجی بجٹ کے مقابلہ میں ۲۰۰۰۰ روپے کی کمی ہے۔ اس لئے نمائندگان جماعتہائے احمدیہ کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعت کے بقایا داروں کی فہرستیں مقامی سیکرٹری صاحب مال سے حاصل کر کے ان کو خود مل کر بقایا جات کی ادائیگی کے لئے انہیں توجہ دلائیں اور کوشش فرمائیں کہ ایسے بقایا جات جلد از جلد دوستوں سے وصول ہو جائیں تاکہ بجٹ کے مقابلہ میں جو کمی ہے وہ پوری ہو جائے۔ اسی طرح جملہ عہدیداران کی خدمت میں بھی گذارش ہے کہ اس کمی کو پورا کرنے کی انتہائی کوشش فرمائیں۔ چونکہ ہمارے اخراجات بجٹ کو مدنظر رکھ کر کئے جاتے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ بجٹ کو پورا کیا جائے ورنہ کئی ضروری کاموں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے اور اس کی ذمہ واری زیادہ تر نمائندگان پر پڑتی ہے جو بجٹ آمد و خرچ کی منظوری کے لئے سفارش کرتے ہیں۔

(ناظر بیت المال)

تحریک جدید اور خدام الاحمدیہ

تحریک جدید کا بیسواں سال اور دفتر دوم کا دسواں سال ختم ہو رہا ہے۔ جملہ قائدین مجلس خدام الاحمدیہ و زعماء کرام اس سال کی رپورٹ مندرجہ ذیل کوائف پر مشتمل جلد سے جلد دفتر مرکزیہ میں بھجوا دیں۔

(ا) آپ کی مجلس میں کتنے خدام برسر روزگار ہیں؟ (ب) آپ کی مجلس میں کتنے خدام نے دفتر اول یا دوم میں وعدہ کیا ہے؟ (ج) وعدہ جات کی کل مقدار کیا ہے؟ (د) وصولی کس قدر ہوئی اور بقایا کس قدر ہے؟

آپ کو معلوم ہے کہ "علم انعامی" سے متعلق فیصلہ کے وقت تحریک جدید کے چندوں کی وصولی کے کام کو خاص اہمیت دی جاتی ہے۔ اس لئے اس کام کی طرف خاص توجہ دی جائے اور جلد سے جلد اپنی مجلس کے تمام بقایا جات پورے کر دیئے جائیں تاکہ آپ کی مجلس کو "علم انعامی" حاصل کرنے میں کامیابی ہو۔

(مہتمم تحریک جدید ربوہ)

ریزرو فنڈ شعبۂ خدمت خلق مجلس خدام الاحمدیہ

سالانہ اجتماع ۱۹۵۴ء کے موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی تھی کہ خدام الاحمدیہ کو ایک ایسا ریزرو فنڈ قائم کرنا چاہیئے جس سے غیر متوقع حادثات مثلاً سیلاب، طوفان قحط، وبا وغیرہ مواقع پر مجلس خدمت خلق کے کام کو اچھی طرح چلا سکے اور مجلس کے قیام کی اصل غرض خدمت خلق پوری ہوتی رہے۔ کیونکہ ایسے حادثات کے پیش آجانے کے وقت اگر چندہ کی اپیل کی جائے تو چندہ جمع ہوتے ہوتے کئی جانوں کا نقصان ہو چکتا ہے۔ پس اس غرض کے لئے ایک رقم ریزرو فنڈ موجود رہنی ضروری ہے۔

حضور کی اس ہدایت کے پیش نظر سالانہ اجتماع کے موقعہ پر ہی شوریٰ میں یہ تجویز رکھی گئی اور شوریٰ کے فیصلہ کے مطابق ریزرو فنڈ کا افتتاح کرنے کے لئے مد تعمیر دفتر خدام الاحمدیہ سے مبلغ ایک ہزار روپیہ اس فنڈ میں منتقل کر دیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی فیصلہ ہوا کہ۔

"ہر خادم سے ریزرو فنڈ خدمت خلق کے لئے ایک سال تک کم از کم ایک آنہ ماہوار کے حساب سے چندہ لیا جائے۔"

شوریٰ خدام الاحمدیہ کا یہ فیصلہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بغرض منظوری پیش کیا گیا۔ جسے حضور نے منظور فرمالیا۔

اس اعلان کے ذریعہ جملہ مجالس خدام الاحمدیہ کو تحریک کی جاتی ہے کہ وہ ہر خادم سے ایک سال تک ہر ماہ اس کے دیگر چندے کے علاوہ ایک آنہ زائد برائے ریزرو فنڈ شعبہ خدمت خلق وصول کر کے مرکز میں بھجوایا کریں۔

یہ امر مدنظر رکھیں کہ یہ رقم بھجواتے وقت کوپن پر تفصیل کے خانہ میں "ریزرو فنڈ شعبہ خدمت خلق خدام الاحمدیہ مرکزیہ" ضرور لکھا کریں۔ تاکہ کسی اور کھاتہ میں داخل نہ ہو جائے۔ گزشتہ سیلاب نے ہمیں اس طرف متوجہ کیا ہے۔ اور ہمیں اس قسم کے کام کے لئے آئندہ کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

پس ہر مجلس کی یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ اس سال کے اندر اندر یہ ریزرو فنڈ اتنا مضبوط ہو جائے کہ آئندہ خدانخواستہ جب بھی اس قسم کے واقعات پیش آئیں مجلس پورے وثوق اور پوری ہمت اور پورے سامان کے ساتھ مدد کر سکے۔

ایک آنہ ماہانہ کی شرط کم از کم ہے۔ کوشش کرنی چاہیئے کہ ذی استطاعت احباب زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔

معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔

(م) ہر غیر حاضر دوست کو اپنی غیر حاضری کا وجہ تحریری طور پر بتلانی ضروری ہو گی۔

میاں محمد یوسف زعیم اعلیٰ لاہور۔

امانت فنڈ تحریک جدید میں روپیہ جمع کرانا فائدہ بخش بھی ہے

اور خدمت دین بھی ہے

اس فنڈ کی اہمیت اور فوائد کے متعلق حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"میں تو جب بھی "تحریک جدید" کے مطالبات کے متعلق غور کرتا ہوں ان سب میں امانت فنڈ کی تحریک پر خود حیران ہو جایا کرتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ امانت فنڈ کی تحریک الہامی تحریک ہے۔ کیونکہ بغیر کسی بوجھ اور غیر معمولی چندہ کے اس فنڈ سے ایسے ایسے کام ہوئے ہیں کہ جاننے والے جانتے ہیں وہ ان کی عقل کو حیرت میں ڈالنے والے ہیں۔ تمہیں یہ نہیں سوچنا چاہیئے کہ ہمارے [illegible] بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ میرے پچاس ساٹھ روپے کے ساتھ کیا بنے گا۔ حالانکہ پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ روپے ہزاروں اور لاکھوں بن جاتے ہیں۔"

(افسر امانت تحریک جدید ربوہ)

مسلسلہ

روزنامہ "الفضل" کے ربوہ سے جاری ہونے کا خیر مقدم

اخویم مکرم و محترم تنویر صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

"الفضل" کا پہلا پرچہ جو ربوہ سے نکلا ہے پڑھ کر میری مسرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ ربوہ کی اس روح پرور وادی سے الفضل کا شائع ہونا آپ کو مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری ہجرت کی گھڑیوں کو آہستہ آہستہ امن و سکون میں بدلتا جا رہا ہے اور وہ وقت آتا ہے جبکہ خدا کے فضل و کرم سے ربوہ ایک بہت بڑا شہر ہو گا۔ جس کے اکناف عالم میں اسلام کی نورانی شعاعیں پھیلیں گی اور لوگوں کے دلوں کو اس نور سے منور کر دیں گی جسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں لائے اور ام القریٰ سے تمام جہان میں پھیلایا گیا۔ بقول قبلہ آغا صاحب میں دعا کرتا ہوں ؎

عاجز کی یہ دعا ہے یارب قبول کر لے ٭ اس باغ احمدیت میں وہ بہار آئے

جس کے اثر سے دنیا ہو ایک باغ عرفاں ٭ جس کے ضیا سے عالم نور ہدیٰ کو پائے

یہ شرک و کفر و عصیاں مٹ جائیں جلکے دم سے ٭ توحید ہو مسلط دنیا پہ وہ دن آئے

خاکسار عبد الحکیم احمدی

دار السلام کراچی

مجلس انصار اللہ لاہور کا

اہم اجلاس

مجلس انصار اللہ مرکزیہ لاہور کا ایک اہم اجلاس بروز جمعہ ۷ جنوری ۱۹۵۵ء کو بعد از نماز جمعہ مسجد احمدیہ دہلی دروازہ میں ہونا قرار پایا ہے۔ اس میں مہتمم صاحبان اعلیٰ کے علاوہ جملہ زعماء صاحبان اور مہتمم صاحبان مجالس انصار اللہ لاہور کی حاضری لازمی ہے۔ اس لئے جملہ مہتمم صاحبان اعلیٰ۔ زعماء صاحبان اور مہتمم صاحبان مجالس نماز جمعہ مسجد احمدیہ دہلی دروازہ میں ادا فرمائیں۔ اور نماز کے بعد مسجد میں ہی اجلاس کے لئے جمع ہو جائیں تاکید ہے اگر کوئی دوست اس میں شمولیت سے کسی وجہ سے قاصر ہوں تو انہیں جمعہ کے روز سے پہلے اس امر کی اطلاع مہتمم صاحب اعلیٰ عمومی مکان ۱۳ گلی ۲۵ نزد مہر و پارک سنت نگر لاہور کو دینی ضروری ہو گی۔ اس اجلاس میں ہر زعیم صاحب کو اپنی اپنی مجالس کے کام کی رپورٹ پیش کرنی ہو گی۔

زعیم صاحبان کو تاکید کی جاتی ہے کہ وہ خود اور اپنے مہتمم صاحبان کو بھی اس اجلاس میں شریک فرمائیں۔ (ص)

(بقیہ صفحہ اوّل)

اگر ترقی کی ہے تو اپنے ہتھیاروں اور گولہ بارود کی وجہ سے نہیں کی۔ بلکہ محض اخلاق کی وجہ سے کی ہے۔ یورپ والوں نے جو پے در پے مسلمانوں سے شکست کھائی۔ تو انہوں نے غور کرنا شروع کیا کہ ان شکستوں کی کیا وجہ ہے آخر وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ دنیوی سامان تو جس طرح مسلمانوں کے پاس ہیں اسی طرح ان کے پاس ہیں۔ البتہ وہ اخلاق ان کے پاس نہیں جن کے مسلمان حامل ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اسلامی اخلاق کو اپنے رنگ میں اپنانا شروع کیا۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے ترقی کرنا شروع کر دی۔ ادھر مسلمانوں نے آہستہ آہستہ یہ سمجھنا شروع کر دیا کہ ان کی فتوحات اخلاق کی وجہ سے نہیں بلکہ ظاہری سامان کی وجہ سے ہیں نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے اخلاق کو نظر انداز کرنا شروع کر دیا اور دن بدن انحطاط کی طرف مائل ہو گئے پس قومی ترقی کی اصل جڑ اخلاق کی درستی ہے اگر تم سال میں اپنا ایک خُلق ہی درست کرنے کا عہد کر لو۔ اور پھر اس پر قائم ہو جاؤ۔ تو کہیں سے کہیں نکل سکتے ہو۔ اگر تم اخلاق کو درست کر دو محنت کے عادی بن جاؤ۔ تو تمہاری قربانی خود بخود بڑھتی جائے گی اور لوگ آپ ہی تمہاری طرف کھچے چلے آئیں گے۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۵ جنوری ۱۹۵۵ء

خواتین کے متعلق تین امور

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے اب کے جلسہ کے دوسرے دن جو عام تقریر فرمائی۔ اس میں بعض دیگر ضروری امور کے علاوہ جن میں سے تین امور کا ہم ایک گزشتہ اداریہ میں ذکر کر چکے ہیں جو احباب کو یاد رکھنے چاہئیں۔ تین باتیں ایسی ہیں۔ جو حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے خواتین کے تعلق میں فرمائیں۔ ان میں سے پہلی بات تو مسجد ہالینڈ کے متعلق ہے۔ جس کی تکمیل کا ذمہ خواتین نے لیا ہے۔ حضور نے اس امر پر افسوس ظاہر فرمایا کہ خواتین نے مسجد ہالینڈ کے لئے قربانی کرنے میں اس جوش سے حصہ نہیں لیا۔ جس جوش سے انہوں نے پہلے حصہ لیا تھا۔ اگرچہ اس طرف کافی توجہ دلائی گئی ہے۔ ابھی تک جیسا کہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے بتایا ہے صرف ساٹھ پینسٹھ ہزار روپیہ خواتین جمع کر سکی ہیں حالانکہ مسجد کی تعمیر پر کم از کم ایک لاکھ دس ہزار روپیہ صرف ہوگا۔ گویا ابھی پچاس ہزار روپیہ خواتین کو جمع کرنا ہے۔ غیر اسلامی ممالک میں مساجد کی تعمیر کی اہمیت پر زور دینے کی چنداں ضرورت نہیں۔ البتہ یہ بات خواتین کے لئے قابل فخر ہونی چاہیئے۔ کہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے ایک مسجد کی تعمیر ان کے ذمہ ڈالی ہے۔ یہ امر واقعی خواتین احمدیہ کے لئے قابل فخر ہوگا کہ مسجد صرف ان کی سعی و کوشش سے تعمیر پذیر ہوگی۔ جس سے ان کا اور جماعت احمدیہ کا یہ کارنامہ تاریخ اسلام میں سنہری حروف میں لکھے جانے کے قابل سمجھا جائے گا۔ آنے والی نسلیں ایسی مخیر خواتین کا نام فخر سے لیں گی۔ جنہوں نے مغرب کے تاریک کدہ میں اسلام کا چراغ روشن کرنے کے لئے قربانیاں دے کر مسجد تعمیر کی۔ ہمیں یقین ہے کہ خواتین حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی اس اپیل پر بقایا رقم تعمیر کی تکمیل کے لئے جلد از جلد جمع کر لیں گی۔

دوسری بات جو خواتین کے متعلق حضور نے فرمائی وہ پردہ ہے۔ آجکل پردہ کے متعلق بہت بحثیں بعض اخبارات میں چل رہی ہیں۔ ایسی بحثوں سے قطع نظر یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ اسلام میں خواتین کے لئے پردہ ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اس کی شکل کیا ہونی چاہیئے۔ اس کے متعلق اختلاف رائے ہو سکتا ہے۔ مگر نفس پردہ کے متعلق قرآن کریم کے احکام اور اسوۂ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں اختلافات کی گنجائش نہیں۔ ہمیں یاد ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے ایک گزشتہ سالانہ جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے اس امر کی وضاحت کی تھی اور فرمایا تھا کہ تمام اسلامی ممالک کے علمائے اسلام کو پردہ کی شریعت کے مطابق ایک شکل پر متحد ہو جانا چاہیئے۔ ورنہ مختلف آزادانہ توجیہات سے اسلام غیر اقوام کے نزدیک وجہ تمسخر بن جائے گا۔

الغرض اصل چیز پردہ ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ خواتین مردوں کے سامنے اس طرح نہ آئیں کہ جس سے بداخلاقی کی راہیں پیدا ہوں اس کا یہ مطلب نہیں کہ خواتین گھروں میں مقید ہو کر بیٹھ جائیں۔ اور اگر کہیں نکلیں تو سب کے لئے اور اپنے لئے مصیبت بن جائیں۔ جیسا کہ اکثر ہوتا رہا ہے۔ اور جس کے ردعمل میں اب بے پردگی کا محاذ قائم ہو گیا ہے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا پردہ قائم کیا جائے۔ جس سے شرعی حدود کی خلاف ورزی نہ ہوتی ہو۔ اور پردہ کی روح جس کے لئے اس کا حکم دیا گیا ہے محفوظ رہ سکے۔ یہ درست نہیں کہ پردہ اٹھا دینے کے بغیر ہماری خواتین قومی ملی اور روزمرہ کی زندگی میں حصہ نہیں لے سکتیں۔ البتہ غلط پردے کے نقصانات ضرور ہیں۔ اس کا علاج غلط پردہ کا ہٹانا ہے نہ کہ یورپین بے پردہ خواتین کی طرح بالکل آزادی۔

تیسری بات حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے خواتین کے حقوق کے متعلق فرمائی ہے۔ یہ نہایت اہم مسئلہ ہے۔ اور احمدی احباب کو خواتین پر ناحق ظلم و ستم کرنے سے بچنا چاہیئے جیسا کہ حضور نے فرمایا ہے مرد اکثر خلع اور طلاق کے معاملہ میں خواتین سے غیر منصفانہ سلوک روا رکھتے ہیں۔ جو ایک مسلمان کے لئے ہرگز جائز نہیں ہے۔ قرآن کریم میں مطلقہ کے ساتھ بھی احسان کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔ اگر ہمارا دعوےٰ ہے کہ ہم اسلام کے احیاء کے لئے کھڑے ہوئے ہیں تو ہمیں قرآن کریم پر خود عمل کر کے دکھانا ہوگا اور ایسے اخلاق پیدا کرنے ہوں گے۔ جن کی تعلیم اسلام نے ہمیں دی ہے۔ اگر ہم ایسا نہیں کریں گے۔ تو ہمارا احیاء اسلام کا دعوےٰ ہیچ و پوچ ہے۔ پھر اپنے اہل کے ساتھ حسن سلوک کی اسلام بڑی تاکید کرتا ہے۔ اور اس کو نیکی کا معیار مقرر کرتا ہے۔ جو انسان اپنے اہل کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک سے پیش نہیں آتا۔ وہ غیروں سے کس طرح حسن سلوک سے پیش آ سکتا ہے۔ ہماری خواتین کو بھی اپنے خاوندوں سے حسن اخلاق کا برتاؤ کرنا چاہیئے۔ حضور کی یہ ہدایت مرد اور عورت کے لئے یکساں ہے۔ الغرض پہلی بات تو یہ ہے کہ مسجد ہالینڈ کے لئے خواتین کو جلد از جلد بقیہ روپیہ جمع کرنا چاہیئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ خواتین کو شرعی پردہ کی پابندی کرنی چاہیئے اور جیسا کہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے جو خواتین پردہ کی عادی نہیں رہیں انہیں پیار اور محبت سے اس کا پابند بنایا جائے۔ تیسری بات عورتوں کے حقوق کے متعلق ہے جس کو مردوں کو خاص طور پر لحاظ رکھنا چاہیئے:

افراد کار

گزشتہ ماہ ایک پریس کانفرنس کے دوران میں ڈاکٹر عبدالمطلب مالک مرکزی وزیر عمال و صحت و تعمیرات نے ایک بیان میں فرمایا کہ

"اقتصادی ترقی کے منصوبہ کی تشکیل کے لئے تمام وسائل کا صحیح اندازہ لگانا نہایت ضروری ہے۔ کسی ملک کے قدرتی وسائل میں زیر زمین دولت یعنے کوئلہ۔ دھاتیں گیس تیل اور پانی کے علاوہ جنگلات قابل کاشت اراضی بھی شامل ہیں"

اسی بیان میں ڈاکٹر مالک نے یہ بھی کہا ہے کہ افراد کار بھی قومی دولت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور ان کا جائزہ لینا بھی نہایت ضروری ہے۔"

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کے استعمال کے لئے زمین کے اندر اور باہر پیداوار کے جو ذخیرے مہیا کئے ہیں کسی ملک کی دولت کا انحصار انہیں پر سمجھا جاتا ہے۔ اور کسی ملک کی اقتصادی حالت کا اندازہ عام طور پر انہی سے کیا جاتا ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ کے یہ مہیا کردہ ذخیرے اسی وقت تک دولت سمجھے جا سکتے ہیں اور اسی وقت ملک کی اقتصادی حالت کا ان سے اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ جب اس ملک کے باشندے ان قدرتی ذخیروں سے فائدہ اٹھانے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اس لحاظ سے کسی ملک کی حقیقی دولت اس کے باشندے ہی ہوتے ہیں۔ جو ان قدرتی ذخیروں سے کام لینا جانتے ہوں۔

ایک ملک میں خواہ قدرتی پیداوار کے کتنے ہی ذخیرے موجود ہوں۔ اگر اس ملک کے رہنے والے ان سے فائدہ اٹھانا نہیں جانتے۔ تو وہ ان کے لئے ایسے ہی بے کار رہیں جیسے مٹی۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ باہنر اور باہمت لوگ مٹی سے بھی اکسیر کا کام لے سکتے ہیں

امریکہ اور افریقہ کے خزانوں کو تو جانے دیجئے کہ جب مغربی باہمت قومیں وہاں پہونچیں تو انہوں نے ان بے مایہ خطوں کو کیا سے کیا بنا دیا ایشیا اور کسی وقت خود یورپ کے قدرتی خزانے بھی بیکار پڑے تھے۔ اور انسان ان سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا رہا تھا۔ دور جانے کی ضرورت نہیں۔ ایران اور عرب ممالک میں ایک تیل ہی ایسا وسیع قدرتی خزانہ ہے۔ کہ آج سے پچاس ساٹھ سال پہلے ان ممالک کے رہنے والوں کو اس کی خبر تک نہ تھی۔ کہیں سے کبھی کوئی تیل کا سوتا خود بخود پھوٹ بھی نکلتا۔ تو اس سے کوئی کام سوائے اس کے کبھی کبھی دوا کے طور پر استعمال کرنے کے نہیں لیا جاتا تھا۔

آج بھی یہ عالم ہے کہ خود ایرانیوں یا عربوں کو تیل کے ان قدرتی ذخیروں سے براہ راست کوئی آمدنی یا فائدہ نہیں پہونچ رہا اس کی دیگر وجوہات خواہ کچھ بھی ہوں ایک بڑی وجہ یہی ہے۔ کہ خود ان ممالک کے رہنے والوں میں ان عظیم قدرتی ذخیروں سے کام لینے کی صلاحیت نہیں۔ اور ان ذخیروں کا حقیقی فائدہ یورپ کی ہوشیار قومیں اٹھا رہی ہیں۔ ابھی تک یہ ممالک تیل کے کنوؤں پر کام کرنے والے صرف مزدور ہی پیدا کر سکے ہیں۔ یا امریکن اور انگریزی کمپنیوں سے ان ممالک کی حکومتیں حق مالکانہ وصول کر لیتی ہیں۔ پچھلے دنوں جب ایران نے تیل کو قومی ملکیت قرار دیا۔ اور انگریزی کمپنی سے جھگڑا چلایا تو تیل کی نکاسی کا کام بھی رک گیا۔ اور اس کی آمد سے جو حصہ ایرانی حکومت کو ملتا تھا وہ بھی ہاتھ سے نکل گیا۔ ایسا کیوں ہوا اسی لئے کہ خود ملک کے باشندوں میں اس بے پناہ قدرتی ذخیروں سے فائدہ حاصل کرنے کی صلاحیت نہیں۔ یہ درست ہے کہ تیل کی نکاسی میں بعض بڑی بڑی تجارتی روکاوٹیں بھی حائل تھیں مگر زیادہ نقصان اسی وجہ سے اٹھانا پڑا کہ ایرانی ان سے فائدہ اٹھانے کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے۔ مشینری وغیرہ موجود تھی۔ مگر ماہرین کی کس بازاری تھی۔ یہ ایک مثال ہے۔ ورنہ ہمارے ایشیائی ممالک میں سینکڑوں قدرتی پیداوار کے ذخائر موجود ہیں۔ اور ہم ان سے محض اس لئے فائدہ نہیں اٹھا رہے کہ ہم میں ایسے افراد کار کی بے حد کمی ہے۔ جن کی اقتصادی منصوبہ جدیدوں کو بروئے کار لانے کے لئے ضرورت ہے۔ یہ صحیح ہے۔ کہ جب کسی ملک میں ایسے قدرتی ذخائر سے فائدہ اٹھانے کے لئے منصوبہ بندی کی جاتی ہے اور کام شروع کر دیا جاتا ہے۔ تو آہستہ آہستہ اس کام کے متعلق آخر افراد کار بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ مگر خود ایسے افراد کار کی تیاری کے لئے بھی ہمارے جیسے ملک کے لئے ایک الگ منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔ اور سب سے زیادہ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارا

(باقی دیکھیں صفحہ ۶ پر)

عالمِ مایوسی میں نور کی کرن

از مکرم شیخ محمد احمد صاحب پانی پتی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے قبل اسلام سیاسی اور مذہبی تنزل کے انتہائی مرحلہ پر پہنچ چکا تھا۔ روئے عالم پر مسلمانوں کی سلطنتیں ایک ایک کر کے مٹتی جا رہی تھیں ہندوستان سے مغلیہ سلطنت کی صف ہمیشہ ہمیشہ کے لئے لپیٹ دی گئی تھی۔ ہندوستان سے باہر مصر۔ سوڈان۔ ٹیونس۔ الجیریا۔ مراکش طرابلس۔ زنجبار۔ ترکستان کے اسلامی علاقے استعمار پسند طاقتوں کے ہاتھوں میں جا چکے تھے۔ مسلمانوں کی طاقت بالکل زائل ہو چکی تھی۔ اور انہیں ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا نظر آ رہا تھا۔ ان پر ایک یاس طاری تھی۔ اور وہ اسلام کے عروج سے بالکل ناامید ہو چکے تھے۔ بدقسمتی سے وہ یہ سمجھ بیٹھے تھے۔ کہ اسلام کے قیام کے لئے مادی طاقت کا ہونا اولین چیز ہے۔ اور چونکہ قوت ان کے ہاتھ سے نکل چکی ہے اس لئے اب ان کے مقدر میں سوائے تباہی اور بربادی کے اور کچھ نہیں۔ اس زمانہ کے مسلمان علماء اور لیڈروں کی تحریرات کو پڑھنے سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اسلام کے دوبارہ احیاء سے بالکل ناامید ہو چکے تھے۔ چنانچہ مشہور شاعر حالی مسلمانوں کی تباہی کا مرثیہ لکھتے ہوئے انتہائی درد سے کہتا ہے ؎

امیروں کی تم سن چکے داستاں سب
چلن ہو چکے عالموں کے بیاں سب
شریفوں کی حالت ہے تم پر عیاں سب
بگڑنے کو بیٹھے ہیں تیاریاں سب
یہ بوسیدہ گھر اب گرا کا گرا ہے
ستون مرکزِ ثقل سے ہٹ چکا ہے
جو کچھ ہوا ایک خمسہ ہے اس کا
کہ جو وقت یادوں پہ ہے آنے والا
زمانہ نے اونچے سے جس کو گرایا
وہ آخر کو مٹی میں مل کر رہے گا
نہیں گرچہ کچھ قوم میں حال باقی
ابھی اور ہونا ہے پامال باقی

پھر فرماتے ہیں :۔

اک زمانہ تھا کہ تھا ہم سے موافق روزگار
اہلِ علم و فضل و دانش کا نہ تھا ہم میں شمار
ایسے حاصل خیز دنیا میں نہ ہونگے کشت زار
جیسے مردم خیز تھے اسلام کے شہر و دیار
مرتا تھا کال تو کامل تر نظر آتا تھا یاں
سورج آتا تھا نکل جب چاند چھپ جاتا تھا یاں
یا یہ اب پہنچی ہے ہم میں نوبت قحط الرجال
ایک سا اٹھ جاتا ہے دنیا سے اگر صاحب کمال
دوسری ملتی نہیں دنیا میں پھر اس کی مثال
ذاتِ باری کی طرح گویا کہ تھا وہ بے مثال

ظاہرا اب وقت آخر ہے ہماری قوم کا
مرثیہ ہے ایک کا اور نوحہ ساری قوم کا

ایک اور جگہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فریاد کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔ ؎

دولت ہے نہ عزت نہ فضیلت نہ ہنر ہے
اک دین ہے باقی سو وہ بے برگ و نوا ہے
گو قوم میں تیری نہیں اب کوئی بڑائی
پر نام تری قوم کا یاں اب بھی بڑا ہے
ڈر ہے کہیں یہ نام بھی مٹ جائے نہ آخر
مدت سے اسے دورِ زماں میٹ رہا ہے
جس قصر کا تھا سر بفلک گنبد اقبال
ادبار کی اب گونج رہی اس میں صدا ہے
وہ روشنیٔ بام و درِ کشورِ اسلام
یاد آج تلک جس کی زمانے کو ضیا ہے
روشن نظر آتا نہیں واں کوئی چراغ آج
بجھنے کو ہے اب گر کوئی بجھنے سے بچا ہے
وہ قوم کہ آفاق میں جو سر بفلک تھی
وہ یاد میں اسلاف کے اب رو بہ قضا ہے
وہ قوم کہ مالک تھی علوم اور حکم کی
اب علم کا واں نام نہ حکمت کا پتہ ہے
کھوج ان کے کمالات کا لگتا ہے اب اتنا
گم دشت میں اک قافلہ بے طبل و درا ہے
بگڑی ہے کہ کچھ ایسی کہ بنائے نہیں بنتی
ہے اس سے یہ ظاہر کہ یہی حکم قضا ہے

ایک اور جگہ لکھتے ہیں ؎

پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے
اسلام کا گر کر نہ ابھرنا دیکھے
مانے نہ کبھی کہ مد ہے ہر جزر کے بعد
دریا کا ہمارے جو اترنا دیکھے

اسی قسم کی اور بھی سینکڑوں تحریرات پیش کی جا سکتی ہیں۔ جن میں مسلمانوں کی اسی مایوسی کا نقشہ دکھایا گیا ہوا ہے۔ لیکن نہ وقت ہے اور نہ جگہ کہ انہیں پیش کیا جا سکے۔ تاہم اس سے کسی کو انکار نہیں کہ مسلمان اس وقت اپنے مستقبل سے قطعاً مایوس ہو چکے تھے۔ اور انہیں ہر چہار طرف گھٹا ٹوپ اندھیرا ہی نظر آتا تھا۔

اس مایوسی کا اثر عقائد اور اعمال پر بھی پڑا مسلمانوں کا عروج اس تعلیم میں مضمر تھا جو تیرہ سو سال پہلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں سے انہیں دی گئی تھی۔ جب تک وہ اس تعلیم پر عمل پیرا رہے۔ اندرونی پاکیزگی کے علاوہ عالم کی سرداری کا تاج بھی ان کے سر پر رکھا رہا۔ لیکن جب انہوں نے اس چشمۂ صافی کو خود گدلا کر دیا۔ تب اس خدائی سنت کا ظہور ہوا ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم عالم افلاک کے وار پے در پے ان پر ہونے لگے۔ اور ان کا اعزاز ان سے چھن گیا۔ مسلمانوں کی دینی زبوں حالی کی داستان ایک مسلمان ذی علم شخص ہی کی زبان سے سنیئے۔

علامہ اقبال لکھتے ہیں :۔

مکدر کرد مغرب چشمہ ہائے علم و عرفاں را
جہاں را تیرہ تر سازد چہ مشائی چہ اشراقی
دل گیتی انا المسموم انا المسموم فریادش
خرد نالاں کہ ما عندی بتریاقٍ ولا راقی
چہ ملائی چہ درویشی۔ چہ سلطانی چہ دربانی
فروغ کار می جوید بسالوسی و زراقی

یعنے مغرب کے حکماء نے دنیا کو اپنی تلبیانہ منطق و سائنس سے تاریک تر کر دیا ہے اور زمانہ پکار پکار کر فریاد کر رہا ہے کہ مجھ میں زہر سرایت کر گیا ہے اور عقل نالاں ہے کہ میرے محبت داخوت کے لئے کوئی افسوں نہیں ملاں ہو یا درویش امیر ہوں یا فقیر سبھی اپنے کام جھوٹ دغا و فریب سے نکالنا چاہتے ہیں۔

(زبورِ عجم صفحہ ۳۸-۳۹)

پھر فرماتے ہیں ؎

عالماں از علم قرآں بے نیاز
صوفیاں درندہ گرگ و مو دراز
گرچہ اندر خانقاہاں ہائے ہوست
کو جوانمردے کہ صہبا در کدوست
ہم مسلمانانِ افرنگی مآب
چشمۂ کوثر بجویند از سراب
بے خبر از سرِ دیں اند ایں ہمہ
اہلِ کیں اند اہلِ کیں اند ایں ہمہ

(جاوید نامہ صفحہ ۲۴۳)

یعنے عالم علم قرآن سے بے نیاز ہیں۔ صوفیوں نے لمبے لمبے بال چھوڑ رکھے ہیں۔ مگر ان کی سیرت درندہ بھیڑیوں کی سی ہے۔ خانقاہوں میں ہاؤ ہو کا شور تو بہت ہے۔ مگر کسی کے پاس عرفان کی شراب نہیں۔ یورپ کے نقال سراب سے چشمۂ کوثر کے متلاشی ہیں سبھی کے سبھی دین کے اسرار سے بے خبر اور اہل کیں ہیں۔

اس وقت جبکہ مسلمانوں کو اپنا بھیانک انجام سامنے نظر آ رہا تھا۔ خدائی غیرت جوش میں آئی۔ خدا نے نہ چاہا کہ اسلام زیادہ دیر تک قعرِ پستی میں گرا رہے۔ اور دشمن اس کی حالت کو دیکھ کر خوشی کے شادیانے بجاتے رہیں اس نے قادیان کی سرزمین میں اپنے ایک پاک بندے کو مبعوث کیا جس نے دنیا کو یہ نوید سنا کر اپنی طرف متوجہ کیا۔

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار
ندائے آسمانی سنو کہ مسیح آ گیا مسیح آ گیا
زمینی آواز پر بھی کان دھرو کہ امام کامگار ظاہر ہو گیا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کا مقصد مختصر طور پر ان الفاظ میں بیان کیا جا سکتا ہے اول مسلمانوں کو مایوسی کی حالت سے نجات دینا (دوم) اسلام کو غلطیوں اور الحاقات بے جا سے منزہ کر کے وہ تعلیم جو روح راستی سے بھری ہوئی ہے خلق اللہ کے سامنے رکھنا (سوم) تمام قوموں پر اسلام کی سچائی کی حجت پوری کرنا (چہارم) ایمانی نور کو تمام قوموں کے مستعد دلوں کو بخشنا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد جو عظیم الشان کام کیا گیا تھا۔ وہ آپ نے ہزاروں روکوں شدید مخالفت اور سخت مشکلات کے باوجود پوری طرح سرانجام دیا۔ اور اسلام کو جو دنیا اور خود مسلمانوں کی نظر میں مردہ ہو چکا تھا دوبارہ زندہ کر دیا

اس عظیم الشان کام کی تفصیل کے لئے جو آپ نے سرانجام دیا ہزاروں صفحات بھی کافی نہیں ہو سکتے۔ میں اپنے مضمون میں صرف اس کارنامہ پر روشنی ڈالوں گا۔ جو آپ نے مسلمانوں کے دلوں سے مایوسی دور کر کے اور ان کو یہ یقین دلا کر کہ صرف اسلام ہی ایک زندہ مذہب ہے سرانجام دیا

علم النفس سے تھوڑی بہت واقفیت رکھنے والوں سے بھی یہ بات پوشیدہ نہیں کہ کسی قوم یا فرد کے لئے سب سے زیادہ مہلک چیز مایوسی ہی ہوا کرتی ہے۔ اگر کسی قوم میں یہ احساس ہو کہ گو اس کی حالت کتنی ہی ابتر کیوں نہ ہو جائے۔ لیکن وہ زمانہ کے تقاضوں کو پورا کر کے دوبارہ ابھر سکتی ہے۔ اور اقوام عالم میں دوبارہ اپنی جگہ بنا سکتی ہے۔ تب دنیا کی کوئی طاقت اسے ترقی سے باز نہیں رکھ سکتی۔ لیکن جس قوم پر مایوسی طاری ہو جائے۔ اور وہ یہ سمجھ لے کہ اسے جتنی ترقی کرنی ہے کر چکی۔ اور اب اس کے آخری دن ہیں تو اگرچہ وہ قوم کروڑوں کی تعداد میں ہی کیوں نہ ہو وہ پستی میں گرتی چلی جائیگی مایوس قوم کی اسی حالت کو ایک شاعر نے نہایت خوبی سے اس طرح بیان کیا ہے ؎

قوم گنتی میں ہو گو مور و ملخ سے بھی سوا
مر گئے جب قوم کے دل قوم میں کیا رہ گیا!!

(باقی)

اسلامی اذان میں محاسن اسلام کا اجمالی فلسفہ

(از مکرم مولوی نور احمد صاحب منیر مقیم بیروت)

سحر اذان

اسلامی اذان کے کلمات ایسے دلکش اور پُرتاثیر ہیں۔ جو قدرتاً ادبی حسن وجمال کو لئے ہوتے ہیں۔ اور ان میں ایک ایسا نغمۂ موسیقی موجود ہے جس سے نہ صرف ظاہری رنگ میں خاص لذت اور سرور حاصل ہوتا ہے۔ بلکہ یہ ایمان افزا کلمات قلب کی گہرائیوں میں اثر کرتے ہوئے عشاق رسول کو مساجد میں خدا تعالےٰ کے حضور بڑے تواضع سے کشاں کشاں لے آتے ہیں۔

اذان کی تعیین ہجرت نبوی کے پہلے سال میں ہوئی۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بڑے اہتمام سے بعض اشخاص کو اذان دینے کے لئے تیار کیا۔ اور اذان کے کلمات کی ترتیب یاد کرا کے اذان کی اہمیت اور موذنوں کی عزت واحترام کو مومنین کے قلوب میں قائم فرمایا۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کئی احادیث میں موذنوں کے فضائل ومحاسن کا ذکر فرمایا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ اسلام میں وقت مقررہ پر اس اہم فریضہ کی منادی کرتے ہیں۔ جو فریضہ مسلمانوں کو اخلاق عالیہ کا حامل وعامل بناتا ہے۔ اور عظیم الشان اجتماعی فلسفہ کو لئے ہوئے ہے۔

آنحضرت کے "المؤذن الخاص" حضرت بلال رضؓ کو تیرہ صدیاں فوت ہوئے گزرتی ہیں۔ مگر آج تک دمشق میں عالم اسلامی کے مقتدر و معزز زعماء آپ کے مزار مبارک پر محبت کے آنسو بہاتے ہیں۔ میرا یہ چشم دید واقعہ ہے کہ ۱۹۴۹ء کے رمضان المبارک میں ہمارے معزز گورنر جنرل غلام محمدؐ صاحب جب دمشق تشریف لائے۔ تو آپ نے حضرت بلالؓ کے مزار پر جا کر دعا کی۔ کثرت رقت ومحبت کی وجہ سے آپ کی آنکھوں میں آنسو رواں تھے۔

اقبال نے بلالؓ کے متعلق خوب کہا ہے ؎

اذاں ازل سے ترے عشق کا ترانہ بنی
نماز اس کے نظارے کا اک بہانہ بنی

الدعوة التامة

اسلامی اذان دراصل فضائل اسلام پر مشتمل ہے۔ امت اسلامیہ کو مخاطب کر کے آگاہ کیا گیا ہے۔ کہ حقیقی کامیابی اور ابدی نجات کا وسیلہ اب اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے سے ہی مل سکتا ہے۔ اگر امت محمدیہ حب اللہ اور حب الرسول اور قرآن کے بتائے ہوئے اوامر ونواہی اور رسولِ خداؐ کی سنت مبارک واسوۂ حسنہ پر کاربند ہے۔ تو عالم اسلامی کو اپنے مقاصد عالیہ میں کامرانی ہوگی۔ ورنہ اس کے برعکس تم ذلیل کر دیئے جاؤ گے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اذان کو "الدعوة التامة" فرمایا ہے۔ یعنی کامل پیغام۔ ہاں! ایسا کامل پیغام جو اپنے اندر جامع ومانع محاسن کو لئے ہوئے ہے۔

آج مغربی تہذیب وتمدن کا دلدادہ جب حب اللہ اور حب الرسول کے کلمات سنتا ہے۔ تو اس میں ایک کی کیفیت وارد ہو جاتی ہے۔ اور وہ کہتا ہے کہ یہ شخص اور یہ اصطلاحات ہمیں ماضی کی دنیا میں لے جاتی ہیں۔ آج دنیا بدل گئی۔ ہمیں نئی چیز کی ضرورت ہے اور اس کو پیش کر کے ہمارے لئے تسلی اور راحت کا انتظام کیا جائے وگرنہ ماضی کے افسانہ کو ہمارے سامنے نہ دہرایا جائے۔ اس قسم کے خیالات رکھنے والے اشخاص دراصل استعماری اور مغربی ماحول کے شکار کامل ہو چکے ہیں۔ ان کو اسلام کا حسن وجمال بھی بُرا معلوم ہوتا ہے۔

بانیٔ اسلام کا کلمات اذان کو "الدعوة التامة" کی اصطلاح سے پکارنا ہی اسلام کے کامل اور افضل مذہب ہونے کی رہنمائی کرتا ہے۔ کیونکہ اسلام کا ستون لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر قائم ہے۔ اور یہی حیات کا عملی فلسفہ ہے۔ موذن پانچ مرتبہ اس اذان کا اعادہ کر کے خواب غفلت میں سونے والے اشخاص کو بیدار کرتا ہے۔ بے حس افراد کو حس دلاتا ہوا اسلامی سوسائٹی میں ایک انقلابی روح پیدا کی جاتی ہے۔ ہاں! وہ عملی انقلاب اسلام جس کی آج ضرورت پہلے سے بھی زیادہ ہے۔

اجمال اور بلاغت

اسلامی اذان (جو وقت کا اعلان ہے) معنوی فضیلت کی حامل ہے۔ اور یہ وہ فضیلت ہے۔ جو کسی دوسرے مذہب کے اعلانِ عبادت اور دربارِ خدا میں حاضری کے وقت نہیں پائی جاتی۔ کیا وہ خوبی اور حُسن جو اذان میں پایا جاتا ہے۔ وہ گرجوں کے گھنٹوں اور سریلے راگوں میں ہمیں ملتا ہے؟ اذان کے کلمات جو اجمال اور ایجاز پر مشتمل ہیں مگر اپنے اندر فطرتی خصائص رکھتے ہیں۔ انسانی فطرت کے تقاضا کے ماتحت ان کی ترتیب وتکوین ہوئی ہے۔ دنیا میں ہر فرد و بشر اپنے مقصد میں صرف ایک امر کو پیش نظر رکھتا ہے اور وہ کامیابی ہے۔ اذان کے ایک حصہ کے اختتام پر جس میں اللہ تعالےٰ اور رسولِ خدا کو کامیابی کے حصول کے لئے اساسی وسیلہ قرار دیا گیا ہے۔ موذن کہتا ہے۔ حی علی الفلاح یعنی اے مومنو اب تم حقیقی کامیابی کی طرف چلے آؤ۔

فلاح کے معانی

عربی زبان میں فلاح کے معنے کامیابی۔ نجات اپنی حالت کی اصلاح وغیرہ کے ہیں۔ مگر مجھے سب سے اچھے معانی "أبي هلال العسكري" مشہور لغوی کے پسند ہیں۔ کیونکہ فلاح کے معنوں میں انہوں نے بہت حد تک اس بلند مقصد کو بھی بیان کیا ہے۔ جو لفظ فلاح میں پنہاں ہے۔ ان کے نزدیک الفلاح۔ نیل الخير والنفع الباقي ہے یعنی حصول خیر میں کامیابی اور ایسی کامیابی جس کے فوائد ومنافع باقی رہنے والے ہوں۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ نماز کو فلاح کیوں کہا گیا؟

فلسفہ حیات

نماز اُٹھنے اور بیٹھنے کی حرکت کرنے کا نام نہیں ہے۔ خدا تعالےٰ نے نماز کی علت غائی یوں بیان فرماتا ہے۔ ان الصلوٰة تنهىٰ عن الفحشاء والمنكر یعنی وہ نماز جو ایک مسلمان کو ظاہری وباطنی بدیوں سے نہیں بچاتی۔ اس کو ہرگز نماز نہیں کہا جا سکتا۔ ہاں ایسی برائی اور ضرر جس کا تعلق نہ صرف انسان کی اپنی ذات سے ہو بلکہ دوسروں سے بھی ہو۔ تاکہ اسلامی سوسائٹی پاکیزہ خیالات کو اختیار کرتی ہوئی اطمینان اور آرام کا سانس لے سکے۔

پھر نماز کو فلاح اس لئے کہا گیا۔ کہ وہ مساوات کی علمبردار ہے۔ مسجد میں اذان کے سننے پر جو مومنوں کا اجتماع ہوتا ہے۔ اور صغار وکبار صفوں میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ان صفوں میں سیاہ سفید اور تمام طبقات کے اشخاص امام کے پیچھے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ وہاں تنقید کا سوال ہی نہیں ہے۔ ذات پات کی کوئی تمیز نہیں ہے۔ یہ وہ اساسی جوہر ہے۔ جو اسلامی برادری میں رواداری پیدا کرتا ہوا اخوتِ اسلامیہ کو وسیع کرتا ہے۔ آج کی مغربی سوسائٹی جس کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ وہ تہذیب وتمدن کی علمبردار ہے۔ مگر وہ بھی معاشرت کے اس اصول کی نہ صرف تارک ہے۔ بلکہ آئے دن اخبارات میں فسادات کی خبریں آتی رہتی ہیں۔ کہ کالوں نے گوروں پر حملہ کر دیا۔ اور گوروں نے کالوں پر حملہ کر دیا۔ الغرض اسلامی عبادت جو ظاہری وباطنی معاشرت کے محاسن وفضائل کو لئے ہوئے ہے۔ وہ باہمی نفرت وحقارت کو کلیتہً مٹاتی ہے۔ یہ ہے اسلام کی اجتماعی ڈیموکریسی جس میں فقیر امیر سیاہ وسفید کی تمیز کو اڑا کر صرف "اخوة" کی اساس کو برقرار رکھا گیا ہے۔ اسلامی اوامر کی ایک عظیم الشان اور قابل ذکر یہ خصوصیت ہے۔ کہ ایک خوبی سے دوسری خوبی کا قیام قدرتاً ہو جاتا ہے۔ مساوات سے عدل اور انصاف کا ہونا ایک قدرتی امر ہے۔ وہاں ظالم کو ظالم اور مظلوم کو مظلوم کہا جاتا ہے۔ کسی شخص کے حقوق کو سلب اور ہضم نہیں کیا جاتا۔

الغرض نماز محبت۔ اطاعت۔ عدل۔ مساوات اتحاد۔ نظام۔ استقلال۔ پابندیٔ وقت صفائی۔ اصلاح نفس۔ حب اللہ اور حب الرسول جیسے فضائل کی حامل ہے۔ یہ وہ فلسفۂ حیات ہے۔ جو اسلامی معاشرت میں ایجابی انقلاب کا باعث ہوتا ہے۔

قرآن کریم اور فلاح

قرآن کریم کے متعدد مقامات میں لفظ فلاح کا اشتقاق استعمال ہوا ہے۔ اور ان میں کامیابی کے مختلف وسائل اور ذرائع کو بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔

فاتقوا الله ما استطعتم واسمعوا واطيعوا وانفقوا خيرًا لأنفسكم ومن يوق شح نفسه فاولٓئك هم المفلحون (تغابن)

اے مومنو اللہ سے ڈرو اپنی طاقت کے مطابق اور احکام کو سنو۔ اور پھر ان کی اطاعت کرو۔ اور خرچ کرو۔ یہ تمہارے نفوس کے لئے بہتری کا باعث ہوگا۔ اور جو اپنے نفس کے بخل اور کنجوسی سے بچایا جائیگا۔ تو یہ لوگ ہی دراصل کامیاب ہیں۔ چونکہ ناجائز بخل سوسائٹی کو کئی مفید اور تعمیری کاموں سے روکتا ہے۔ اور نئی پود کا مستقبل تاریک ہو جاتا ہے۔ انفرادی اور قومی غلبہ ونفوذ ختم ہو جاتا ہے۔ اس لئے بخل کرنا کامیابی کے راستہ میں دیوار کو حائل کرنا ہے۔

الغرض اسلامی اذان محاسنِ اسلام اور فلسفۂ حیات کو اجمالاً پیش کرتی ہے۔ اور اذان کے کلمات مبارکہ اسلام کی حقانیت کو پیش کرتے ہیں۔

درخواست دعا

میرے ماموں زاد بھائی مرزا نذیر احمدؐ صاحب آڈیٹر سی۔ ایم۔ اے۔ او۔ اینڈ سی۔ ایچ راولپنڈی پسر مرزا دین محمدؐ صاحب ہیڈ کنسٹیبل ریلوے پولیس راولپنڈی عرصہ چار ماہ سے بعارضہ فالج بیمار ہیں۔ جس کی وجہ سے زبان اور ایک ہاتھ وٹانگ بیکار ہو گئے ہیں۔ احباب کی خدمت میں دعا کے لئے درخواست ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ انہیں مکمل صحت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

خاکسار مرزا سمیع احمدؐ ظفرؔ کارکن نظارت امور عامہ ربوہ۔

خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

اسلامی نظام میں فوج کی قیادت

(از مکرم محمد طفیل صاحب منیر متعلم جامعۃ المبشرین ربوہ)

دورِ رسالت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم مسلمانوں کی فوج کے جرنیل تھے۔ خلافت راشدہ کے ابتدائی دور میں یہ ذمہ داری خلفاء نے اپنے سرلی۔ لیکن جب ان خلفاء کی ذمہ داریاں بہت زیادہ بڑھ گئیں۔ اور فوجیں مختلف مقامات پر جنگ میں مصروف تھیں۔ اس وقت خلیفہ کے لئے یہ دشوار تھا کہ وہ فوج کی قیادت کر سکے۔ اس لئے اب ایسے شخص کو قیادت سونپ دی جاتی تھی۔ جو شجاعت قوت اور جرأت و حوصلہ میں بے مثل ہوتا تھا۔ اور غیر معمولی فوجی قابلیت رکھتا تھا۔ اس شخص کے لئے یہ بھی ضروری تھا۔ کہ وہ نہایت ذکی۔ ذہین اور مدبر ہو۔ اس جرنل کو اپنی فوج پر پوری سیادت حاصل ہوتی تھی۔

"ایک کامیاب جرنل کے لئے شیر کی جرأت مٹی کی بے حسی۔ لومڑی کی فریب کاری۔ کتے کا صبر و ضبط۔ فاختہ کا سا چوکنا پن بھیڑیے کی سی غارت گری۔ مرغے کی سی فیاضی۔ مرغی کی شفقت (اپنے بچوں پر) کوّے کی سی احتیاط۔ اور [illegible] کی سی جفاکشی لازمی خیال کی جاتی تھی۔" (الفخری صفحہ ۵۷)

خلیفہ کی طرح سپہ سالار کی اطاعت بھی ضروری تھی۔ وہ خلیفہ کا قائم مقام ہوتا تھا۔ اور خلیفہ کے قائم مقام کی حیثیت سے نماز کی امامت کراتا تھا۔ اتفاق سے اگر کسی جگہ چند جرنل جمع ہو جاتے۔ تو خلیفہ کسی ایک جرنل کو امامت کے لئے متعین کر دیتا۔ یہ سپہ سالار "قائد القوائد" یا "کمانڈر انچیف" کی حیثیت رکھتا تھا۔ جنگ کے بعد جرنلوں کے فرائض فوج کی تعلیم و تربیت اور سامانِ جنگ و اسلحہ کی فراہمی تک محدود ہوتے تھے۔

عرب جرنلوں کا طریقہ جنگ کی تنظیم و ترقی اور اصلاح میں بہت بڑا حصہ ہے۔ عرب کے دورِ جاہلیت میں لڑنے کے دو طریقے یعنی کرّ و فر رائج تھے۔ عرب اپنے دشمن پر جارحانہ حملہ کرتے یہ کرّ تھا۔ اور جب اپنے اندر کچھ ضعف اور تھکن محسوس کرتے تو پیچھے ہٹ آتے اور پھر سستانے کے بعد دشمن پر ٹوٹ پڑتے۔ یہ فرّ کہلاتا تھا۔ عہدِ جاہلیت میں عربوں کا طریقِ جنگ کسی نظام کے بغیر تھا۔ اسلام کے بعد جرنلوں نے اس طریقہ کو ناکافی خیال کیا۔ اور تجربات سے معلوم ہوا۔ کہ یہ طریقہ ایک منظم فوج کے لئے مناسب نہیں ہے۔ قرآن پاک نے ان الفاظ میں طریقۂ جنگ میں اصلاح کی طرف اشارہ فرمایا۔ ان اللّٰہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفًا کانھم بنیان مرصوص (صف ع ۱) کہ خدا تو اپنی راہ میں بنیان مرصوص کی طرح لڑنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔ چنانچہ مسلمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں نماز کی طرح صف باندھ کر لڑنا شروع کرتے۔ اور برابر برابر سب دشمن کی طرف بڑھتے۔ اور ایک انچ بھی آگے پیچھے نہ ہوتے۔

بنی امیہ اور بنی عباسیہ کے زمانہ میں عربوں کا اختلاط ایرانیوں سے بہت بڑھ گیا۔ اور عربوں نے ایرانیوں کی فوجی تنظیم سیکھی۔ اور ایرانیوں کی طرح فوج کو ہراول یا مقدمۃ الجیش (یہ سوار ہوتے) قلب (جہاں بادشاہ یا سپہ سالار ہوتا) میمنہ۔ میسرہ اور ساقہ میں تقسیم کر دیا۔ اور صف بندی کے پرانے طریق کو چھوڑ دیا۔ اس طریق جنگ کی ابتداء عربوں کے لاثانی جرنیل حضرت خالد بن ولید جن کو خدا نے "سیف اللہ" کہا۔ کے ایام سپہ سالاری سے ہوئی۔ پھر مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ تہذیب و تمدن کی ترقی نے اس طریق جنگ میں مزید اصلاحیں کیں۔

عربوں نے آخری زمانہ میں عورتوں کو اپنے ساتھ جنگوں میں لے جانا چھوڑ دیا۔ اور جنگ پر جاتے وقت مستحکم اور محفوظ شہروں میں عورتوں کے قیام کا انتظام کر دیا جاتا تھا۔

جرنل فوج کے ساتھ نہایت رواداری اور محبت کا سلوک کرتے تھے۔ مگر جو فوجی نظام برباد کرتا۔ یا مفتوحہ ممالک کے کسی شہری سے بدسلوکی سے پیش آتا۔ اسے سخت سزائیں دی جاتی تھیں۔ شراب کی حرمت نے ان کے اخلاق کو اعتدال پر رکھنے میں بہت سہارا دیا تھا۔ دوسری وجہ ان کے اخلاق کے اعتدال پر رہنے کی یہ تھی۔ کہ کوئی سپاہی چار ماہ سے زیادہ اپنے اہل و عیال سے علیحدہ نہیں رہتا تھا۔ چار ماہ کے بعد اسے چھٹی مل جاتی۔ اور وہ چند ماہ کے لئے اپنے گھر چلا جاتا۔

عام سپاہ میں جذبہ جہاد کو بیدار رکھنے کے لئے مختلف اجتماعوں میں قرآن پاک کی آیات اقوال رسول درباره افضلیت جہاد اور گذشتہ اسلامی بہادروں کے کارنامے بیان کئے جاتے۔ عین میدانِ جنگ میں طبل اور فوجی بینڈوں کے ساتھ آیات قرآنی تلاوت بھی کی جاتیں۔ سچی بات تو یہ ہے کہ عرب سپاہی اپنی جانبازی میں یکتا و لاثانی تھا۔ اس کے سامنے دو ہی راستے ہوتے تھے۔ یا تو دشمن پر فتح حاصل کر کے غازی بننا یا جام شہادت نوش کر کے جنت فردوس میں جا پہنچنا۔

بقیہ لیڈر (صفحہ ۳ سے آگے)

ملک بیدا [illegible] ہو۔

ڈاکٹر ملک نے اپنے اس بیان میں یہ بھی بتایا ہے کہ افرادکار کے تفصیلی سروے کے لئے بھی اقدام کیا گیا ہے۔ اور وزارت عمال نے منصوبہ بندی بورڈ سے مشورہ کر کے بین الاقوامی ادارۂ عمال سے اس کام کے لئے ایک ماہر طلب کیا ہے۔ چنانچہ اس کے ڈائرکٹر جنرل نے ایک بہت تجربہ کار ماہر پاکستان بھیجا ہے۔ جس کی سفارشات کی بنیاد پر حکومت نے سروے کا پہلا دور جو غالباً ۱۵ ر جنوری سے شروع ہوگا شروع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ افرادکار کے سروے افسر آج اداروں کا معائنہ کریں گے۔ اور روزگار کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے۔ اور یہ بھی معلوم کریں گے کہ کن پیشوں میں تربیت یافتہ اور ماہر عملہ کی ضرورت ہے۔

حکومت کا یہ اقدام واقعی قابل ستائش ہے۔ اور ہمیں امید ہے۔ حکومت کے اس اقدام سے اقتصادی منصوبہ بندیوں کو بروئے کار لانے کے لئے بہت امداد ملے گی۔ اور ان کے لئے آزمودہ کار افرادکار تیار کرنے کے لئے سہولت ہوگی۔ اور اس طرح قدرتی دولت کے جو ہمارے ذخائر بے کار پڑے ہیں۔ زیر استعمال آ کر ملک کی دولت بڑھانے اور ملک کی اقتصادی حالت بہتر بنانے میں ممد و معاون ثابت ہوں گے۔

تحریک جدید کی طرف سے انیس سالہ حساب بھیجا جا رہا ہے

پاکستان کے احباب کرام کو جو دفتر اول کے انیس سالہ جہاد میں شامل ہیں۔ اور جن کے ذمہ تھوڑا بہت بقایا ہے۔ ان سب کو مفصل حساب بھیج کر دفتر مطالبہ کر چکا ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ وہ اپنا بقایا جلد سے جلد ادا کر کے اپنا نام فہرست انیس سالہ میں درج کرا لیں۔ تا ان کا نام بقایا کی وجہ سے فہرست سے کٹ نہ جائے۔

یہ بھی اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ جو دوست اپنے انیس سال پورے ادا کر چکے ہیں۔ ان کو بھی دفتر ان کے حساب کی اطلاع دے رہا ہے۔ پہلے دس سال کا حساب گذشتہ ۱۹۴۴ء میں حضور کی دستخطی چٹھی پر ارسال کیا گیا تھا اور دس کے بعد سال ۱۱ تا ۱۹ اب بھیج کر گذارش ہے کہ

جو تین فہرستیں بن رہی ہیں دیکھ لیں کس فہرست میں نام آتا ہے۔ پہلی فہرست ان السابقون الاولون کی ہے جو ہر سال پہلے سال سے لے کر انیسویں سال تک اضافہ کرتے رہے۔

دوسری فہرست ان کی جو حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی رعایت سے فائدہ اٹھا کر قواعد اور اصول منظور فرمودہ کے مطابق دیتے رہے۔

تیسری فہرست ان کی جو قواعد کے مطابق نہ دے سکے بلکہ ان سے کم کر کے ادا کرتے رہے۔ لیکن بنیادی شرط ۵/۔ کو قائم رکھا۔

پس وہ جو بقایا دار ہیں ان کو بھی اطلاع انیس سالہ حساب کی کر دی ہے تا وہ بھی ان قواعد کے مطابق دیکھیں۔ اور ان کو بھی جو انیس سال ادا کر چکے ہیں وہ بھی یہ غور کر لیں۔ اگر وہ کمی والے حصہ میں ہوں تو اب وقت ہے کہ اضافہ کی رقم دے کر اوپر کے مقام میں نام لکھوا لیں۔ بہر حال دفتر سب کا انیس سالہ حساب بھیج رہا ہے تا اشاعت فہرست پر کسی کو شکوہ نہ ہو۔ (وکیل المال تحریک جدید)

دعائے مغفرت

(۱) میرا ایک ہی لڑکا عزیز بشیر احمد بعمر ۱۲ سال تھا۔ جو مورخہ ۲ ر جنوری ۱۹۵۵ء بروز سوموار رات ساڑھے نو بجے میو ہسپتال لاہور میں ایک ماہ کی لمبی اور شدید بیماری کے بعد اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب مرحوم کے بلندیٔ درجات اور پسماندگان کے لئے صبرِ جمیل عطا ہونے کی دعا فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ نیز میں اس لمبی بیماری میں خدمت کرنے والوں کا تہِ دل سے مشکور ہوں۔ خاکسار محمد اعظم بوتالوی عفی عنہ لاہور۔

(۲) میرے ہم زلف مکرم اخویم ولایت حسین صاحب دوکاندار ربوہ کی لڑکی عزیزہ امۃ السمیع صاحبہ ایک عرصہ تک بعارضہ ٹی۔ بی بیمار رہ کر آج مورخہ ۱/۱/۵۵ء کو فوت ہو گئی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب لڑکی کی مغفرت اور اس کے والدین کے لئے صبرِ جمیل کی دعا فرماویں۔ خاکسار رشید احمد علی سیالکوٹی مبلغ سلسلہ احمدیہ از ربوہ۔

تبصرہ
احمدی جنتری ۱۹۵۵ء

مرتبہ محمد یامین صاحب "تاجر کتب" آف قادیان حال ربوہ ضلع جھنگ ۳۸ سال سے برابر احمدی جنتری چھپوایا کرتے ہیں۔ تیس سال تک قادیان سے چھپکر شائع ہوتی رہی۔ اور اب ربوہ پاکستان سے برابر ۸ سال سے چھپکر شائع ہوتی ہے۔ ہمیشہ ہی اس میں تبلیغی اخلاقی اور مذہبی دلچسپ حالات و واقعات درج ہوتے ہیں۔ باوجود اس قدر مضامین اور کاغذ اعلیٰ لکھائی چھپائی عمدہ پھر قیمت صرف چار آنے۔ مذکورہ بالا پتہ سے مل سکتی ہے۔

عراق نے روس سے اپنے سفارتی تعلقات منقطع کر لئے

بغداد ۴ر جنوری۔ عراق نے آج باضابطہ طور پر روس سے اپنے سفارتی تعلقات منقطع کر لئے ہیں اس سلسلے میں عراقی وزارت خارجہ کے قائمقام انڈر سیکرٹری نے روس کے ناظم الامور کو ایک مراسلہ دے دیا ہے ۔ عراق کے وزیر تعلیم نے آج پارلیمنٹ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت دنیا میں کوئی ملک غیر جانبدار نہیں رہ سکتا۔ انہوں نے مزید کہا کہ روس چاہتا ہے کہ عرب ممالک غیر جانبدار ہیں اور سیاسی طور پر مستحکم نہ ہوسکیں۔

عراقی چیف آف سٹاف نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں خطرے کے وقت اپنا سفاد رب سے مقدم ہے۔ اور امریکی فوجی امداد سے ہمیں اپنی فوجوں کو مضبوط کرنے میں بڑی مدد ملے گی۔

لندن میں بتایا جا رہا ہے کہ عراق نے عین اس وقت روس کے ساتھ سفارتی تعلقات منقطع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جب روس غالباً عرب میں براہ راست اپنے ایجنٹ داخل کرنے میں عربوں کی مخالفت کے باعث ناکام رہنے کے بعد عربوں کے ساتھ تجارتی تعلقات استوار کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

عام طور پر باور کیا جاتا ہے کہ ماسکو کے ارباب اختیار مشرق وسطیٰ میں اپنے سفارتی مشنوں کو خاصی اہمیت دیتے ہیں کیونکہ ان کے ذریعے وہ سراغرسانی کی مؤثر کارروائیاں جاری رکھنے کے علاوہ کشمکش والے علاقے میں دخل جاری رکھ سکتے ہیں۔

ابوحسین سرکار مرکزی وزیر بنا دئے جائیں گے؟

لاہور ۴ر جنوری عوامی لیگ کے مقامی حلقوں سے معلوم ہوا ہے کہ متحدہ محاذ کی برطرف وزارت کے سابق وزیر مسٹر ابوحسین سرکار عنقریب مرکزی کابینہ میں شامل کرلئے جائیں گے۔ بتایا جاتا ہے کہ مسٹر فضل حق اور وزیراعظم میں یہ طے ہوگیا ہے۔ کہ سابق وزیراعلیٰ مرکزی کابینہ میں شمول کے لئے مشرقی بنگال کے لیڈروں کے چند ناموں کی ایک فہرست پیش کریں گے لیکن آخری فیصلہ مسٹر سہروردی کریں گے۔

مسٹر سہروردی سے قریبی تعلق رکھنے کے دعویدار حلقوں کا کہنا ہے کہ انہوں نے مسٹر سرکار کا انتخاب کیا ہے۔ جو جلد ہی مرکزی وزیر کی حیثیت سے حلف اٹھالیں گے۔

بلوچستان کی ریاستیں مجوزہ ایک یونٹ میں ضم ہونے پر رضامند ہوگئیں

لاہور ۴ر جنوری۔ آج بلوچستان کی ریاستی یونین نے یونین کی ریاستوں کو مغربی پاکستان کے ایک یونٹ میں ضم کرنے کے سلسلے میں رضامندی کا اعلان کر دیا۔ اس سلسلے میں قلات کے حکمران خان اعظم نے جو ریاستی یونین کی کونسل کے صدر بھی ہیں۔ مجوزہ معاہدے پر دستخط کر دیئے۔ خان اعظم کو ریاستی کونسل کی یونین کی طرف سے اس معاہدے پر دستخط کرنے کا اختیار دیا گیا تھا۔

اس سلسلے میں قلات کے حکمران خان اعظم نے جو ریاستی یونین کی کونسل کے صدر بھی ہیں مجوزہ معاہدے پر دستخط کر دئے۔ خان اعظم کو ریاستی کونسل کی یونین کی طرف سے اس معاہدے پر دستخط کرنے کا اختیار دیا گیا تھا۔ اس کے مطابق اب قلات لاسس بیلہ اور خاران کی ریاستیں مغربی پاکستان کے مجوزہ ایک یونٹ میں ضم کر دی جائیں گی۔ خیرپور اور بہاولپور کے حکمران پہلے ہی اس معاہدے پر دستخط کر چکے ہیں۔ بہاولپور خیرپور اور بلوچستان کی ریاستوں کا کل رقبہ ایک لاکھ ۳۰ ہزار مربع میل سے کچھ زیادہ ہے۔ بہاولپور کا مجموعی رقبہ ۱۷۴۲۶ میل اور آبادی ۱۸ لاکھ ۲۳ ہزار ہے۔ فی مربع میل آبادی کا تناسب ۱۰۴ ہے۔

خیرپور کا مجموعی رقبہ ۶ ہزار پچاس میل اور آبادی تین لاکھ بیس ہزار ہے۔ فی مربع میل اوسط آبادی ۱۵۳ ہے۔

بلوچستان کی ریاستی یونین کا مجموعی رقبہ ۷۹۵۴۷ مربع میل اور مجموعی آبادی ۵ لاکھ ۵۲ ہزار ہے۔ فی مربع میل آبادی کا تناسب ۱۷۹ ہے

معلوم ہوا ہے کہ اس معاہدے کے تحت ریاستوں کے حکمرانوں کے لئے صرف خاص کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ اور ان کے صرف خاص کی رقم قریباً وہی رہے گی۔ جو اس وقت ہے۔ خان اعظم معاہدے پر دستخط کرنے کے بعد کراچی روانہ ہوگئے

شمالی ہند میں سردی کی زبردست لہر

نئی دہلی ۴ر جنوری امرتسر کے قریب شمالی ہند کے ایک اور گاؤں میں درجہ حرارت نقطہ انجماد سے نیچے آگیا ہے۔ کل پارہ تین درجہ سے نیچے آجانے کے بعد یہاں ہلکی سی بارش بھی ہوئی۔

سردی کی لہر جو جنوبی ہند میں نئے سال کے آغاز سے شروع ہوئی ہے۔ کلکتہ تک پہنچ گئی ہے اور یہاں کل کا دن بہت سرد محسوس کیا گیا ہے۔ جب کہ درجہ حرارت تیزی کے ساتھ ۹۰ درجہ سے ۸ درجے کم ہو گیا۔

شملہ اور سرینگر سے بھی برفباری کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ان میں بتایا گیا ہے کہ یہاں درجہ حرارت نقطہ انجماد سے کئی کئی درجے نیچے گر گیا۔ جس کی وجہ سے نالوں میں پانی جم گیا برفباری سے ہوائی جہازوں کی آمد و رفت معطل ہو گئی ہے

پاکستان کی اقتصادی امداد کے لئے امریکہ سے تین سمجھوتے ہونگے

کراچی ۴ر جنوری۔ پاکستان کو امریکہ سے اقتصادی امداد تین علیحدہ علیحدہ سمجھوتوں کے تحت ملے گی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ واشنگٹن میں فریقین کے درمیان گفت و شنید آخری مرحلے پر پہنچ گئی ہے اور اس پر چند ہی دنوں میں دستخط ہونے والے ہیں۔

امریکہ سے ساڑھے دس کروڑ ڈالر کی امداد ملے گی۔ جس کی بیشتر مقدار دو عام سمجھوتے اور فاضل زرعی اشیاء کی فراہمی کے سمجھوتے کے تحت ملے گی۔ جن پر بالترتیب کراچی اور واشنگٹن میں دستخط کئے جائیں گے۔

صنعتی ترقی کے لئے امداد بنیادی سمجھوتے کے تحت ملے گی۔ جس کے تحت پاکستان کو ۱۹۵۱ء سے فنی امداد مل رہی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ اس سمجھوتے میں مزید ایک سال کے لئے توسیع کر دی جائے گی۔

امریکہ پچھلے تین سال میں پاکستان کے زرعی ترقی کے منصوبوں کے لئے فنی امداد اور ضروری ساز و سامان دے چکا ہے۔ اس پروگرام کے تحت دونوں بازوؤں میں تربیتی مرکز قائم کئے جا چکے ہیں

امریکہ سے ۵۳ کے قریب ترقیاتی منصوبوں کے لئے بھی امداد مل رہی ہے۔ جن میں نئے سمجھوتوں کے تحت توسیع کر دی جائے گی۔

ان منصوبوں میں مصنوعی کھاد کی فراہمی جنگلات کی تحقیقات کی تجربہ گاہ کا قیام، کو باڈک سکیم اور تولہ بیراج کی سکیم، سڑکوں کی تعمیر اور صحت و حفظان صحت کے منصوبے اور چھانگا مانگا کے پہاڑی علاقوں سے عمارتی لکڑی کے حصول کا پروگرام

دفاعی امدادی سمجھوتے کا مقصد پاکستان کی عام اقتصادی حالت کو مضبوط بنانا ہے

پاکستان "سیٹو" کے ملکوں کے وزرائے خارجہ کی کانفرنس میں شریک ہوگا

کراچی ۴ر جنوری۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ پاکستان سیٹو (جنوب مشرقی ایشیا کے ملکوں کی دفاعی تنظیم) کے ملکوں کے وزرائے خارجہ کی کانفرنس میں شرکت کرے گا۔ جو ۲۳ر فروری سے بنکاک میں شروع ہو رہی ہے۔

ایک پریس نوٹ میں کہا گیا ہے کہ منیلا کانفرنس میں شرکت کرنے والے ملکوں کی ایک کانفرنس تھائی لینڈ کی دعوت پر ۲۳ فروری کو بنکاک میں منعقد ہو رہی ہے۔ حکومت پاکستان نے اس میں شرکت کے لئے تھائی حکومت کی دعوت قبول کرلی ہے۔

اس کانفرنس کا مقصد جنوب مشرقی ایشیا اور جنوب مغربی بحرالکاہل کے امن اور سلامتی پر تبادلہ خیالات کرنا ہے۔

بھارت کے مشہور سائنسدان شانتی سروپ بھٹناگر کا انتقال

نئی دہلی ۳ر جنوری۔ بین الاقوامی شہرت کے مالک بھارتی سائنسدان ڈاکٹر شانتی سروپ بھٹناگر حرکت قلب بند ہو جانے سے اپنی رہائش گاہ پر انتقال کر گئے۔

ڈاکٹر شانتی سروپ بھٹناگر ۱۸۹۵ء میں پیدا ہوئے تھے۔ انہوں نے لندن، برلن اور لاہور میں سائنس کی اونچی تعلیم حاصل کی۔ انہیں ہندوستان اور آکسفورڈ کی طرف ڈاکٹر آف سائنس کی اعزازی ڈگری ملی تھی۔

درآمدی لائسنسوں کیلئے درخواستیں

لاہور ۴ر جنوری۔ حکومت پنجاب نے جنوری سے جون تک کے لئے خام مال۔ کل پرزوں اور مشینوں وغیرہ کے درآمدی لائسنسوں کے لئے درخواستیں طلب کی ہیں۔ یہ درخواستیں ڈائریکٹر محکمہ صنعت کو ۱۵ر جنوری تک پہنچ جانی چاہئیں۔

اعلان میں مزید کہا گیا ہے کہ گھریلو صنعتوں کے لئے درخواستوں کے ہمراہ محکمہ صنعت کے مقامی سپرنٹنڈنٹ سے حاصل کردہ ایسے سرٹیفکیٹ کی بھی کاپیاں ہونی چاہئیں۔ جن میں مشینری کے متعلق تصدیق کی گئی ہو۔

لاہور میں جلسے اور جلوسوں سے پابندی ہٹالی گئی

لاہور ۴ر جنوری۔ لاہور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سید غیاث الدین نے آج لاہور کارپوریشن لاہور * چھاؤنی کی ... عام جلسے اور جلوس اور مظاہروں پر سے پابندی ہٹالی ہے۔ یہ پابندی ...... ایک ماہ کے لئے عائد کی گئی تھی۔

جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ ۱۹۵۴ء کی مختصر روئداد

۲۷ دسمبر کے پہلے اجلاس کی کارروائی

مخالفین احمدیت کے اعتراضات پر ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم کی تقریر

(۲)

۲۷ دسمبر کے پہلے اجلاس کی کارروائی کی ایک قسط جو مکرم چودھری عبد اللہ خانصاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی کی صدارت میں منعقد ہوا تھا۔ کل کے الفضل میں شائع ہو چکی ہے۔ آج اس ضمن میں دوسری قسط شائع کی جا رہی ہے جو مکرم ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم ایڈووکیٹ گجرات کی تقریر کے خلاصہ پر مشتمل ہے۔ مکرم خادم صاحب نے یہ تقریر جماعت احمدیہ پر اعتراضات کے جوابات پر کی تھی۔

مکرم خادم صاحب نے اپنی تقریر میں حسب ذیل تین اعتراضوں کا جواب پیش کیا (۱) غلبہ اسلام کے لحاظ سے احمدیت نے ابھی تک وہ مقام حاصل نہیں کیا جو اسے اس عرصہ میں حاصل کر لینا چاہیے تھا۔ (۲) جماعت احمدیہ اپنے لئے مخصوص اسلامی اصطلاحات کا استعمال جائز سمجھتی ہے (۳) احمدیوں نے قیام پاکستان کی مخالفت کی۔ آپ نے دوران تقریر میں (۱) ہر سہ اعتراضات کا تجزیہ کر کے اصل حقائق پیش کئے۔ جن سے ان اعتراضات کا بالبداہت غلط ہونا از خود ثابت ہو گیا۔ ان میں سے بعض اعتراضات ایسے تھے جو جماعت احمدیہ پر ہی نہیں بلکہ خود اسلام پر بھی وارد ہوتے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ ان اعتراضات کا غلط ہونا اس امر سے ہی ظاہر ہے کہ اعتراض کرنے والوں نے مخالفت کے جوش میں یہ بھی نہیں سوچا کہ وہ جماعت احمدیہ پر نہیں بلکہ خود اسلام پر معترض ہو رہے ہیں۔ پھر آپ نے ان اعتراضات کا جواب اس رنگ میں دیا کہ پہلے اسلام کی پوزیشن صاف کر کے اعتراض کا غیر معقول ہونا ظاہر کیا اور پھر ثابت فرمایا کہ بعینہٖ اسی طرح جماعت احمدیہ پر بھی یہ اعتراض وارد نہیں ہو سکتا۔

احمدیت کی ترقی

اس اعتراض کا ذکر کرتے ہوئے کہ احمدیت ابھی تک وہ مقام حاصل نہیں کر سکی جو ایک الٰہی تحریک ہونے کی بناء پر اُسے اس عرصہ میں حاصل کر لینا چاہیئے تھا۔ آپ نے سخت افسوس کا اظہار کیا کہ یہ اعتراض کرنے والے اتنا نہیں سوچتے کہ اگر واقعی یہ اعتراض درست ہے تو یہ خود اسلام پر بھی وارد ہوتا ہے۔ کیونکہ اسلام ہمیشہ ہمیش قائم رہنے والا دین ہے اور نہ صرف تمام دنیا کے لئے بلکہ آئندہ آنے والے زمانوں کیلئے بھی مبعوث کیا گیا ہے اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام کو ابھی تک نہ ساری دنیا نے قبول کیا ہے اور نہ ہی ظاہری لحاظ سے اسلام کو تمام دنیا پر غلبہ اور حکومت حاصل ہے۔ تو کیا نعوذ باللہ یہ باور کر لیا جائے کہ اسلام خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ آپ نے فرمایا دراصل غلبہ سے مراد ظاہری غلبہ لینا ہی غلط ہے۔ ظاہری اعتبار سے تو فی الواقعہ یہی پوزیشن ہے کہ تقریباً چودہ سو سال گزرنے کے باوجود باطل بلحاظ تعداد اور بلحاظ کثرت دنیا پر چھایا ہوا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اسلام نے جب جاء الحق و زھق الباطل کا اعلان کیا تھا تو اس سے دلائل کا غلبہ مراد تھا جو بلا شبہ اُسے آج بھی حاصل ہے اس غلبہ کے مقابلے میں ظاہری غلبہ کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ وہ محض ایک جسد بے جان کی حیثیت رکھتا ہے جو آج نہیں تو کل ضرور ختم ہو کر رہے گا جبکہ دلائل کے غلبہ کو نہ صرف خود دوام حاصل ہوتا ہے بلکہ وہ بالآخر ظاہری غلبہ سے ہمکنار ہو کر اسے بھی دوام بخش دیتا ہے۔ پس چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی اسلام کے مقابلہ میں باطل کا ظاہری لحاظ سے غالب ہونا کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ دراصل ہر انقلاب کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔ اسلام دنیا میں ظاہر ہوا۔ تمام ادیان کو دلائل کے میدان میں اس نے نیچا دکھا کر معنوی غلبہ حاصل کیا۔ اب قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی۔ جب تک کہ بالآخر اسلام کو تمام دنیا پر ظاہری غلبہ بھی نصیب نہ ہو جائے۔

یہی حال احمدیت کا ہے۔ احمدیت حقیقی اسلام کا دوسرا نام ہے۔ بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعودؑ کا کام اسلام کو اس کی اصل شکل میں پیش کرنا تھا۔ سو آپؑ نے اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچا کر دلائل و براہین کے لحاظ سے حقیقی اسلام کو تمام ادیان پر غالب کر دکھایا۔ چنانچہ آنے والا ہر نیا دن احمدیت کے اس غلبہ کو روز روشن کی طرح عیاں کرتا چلا جا رہا ہے اور وہ لوگ جو احمدیت کے دلائل کو پہلے خاطر میں لانے کے لئے تیار نہ تھے اب خود انہیں تسلیم کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ آپ نے کہا خود فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں احمدیت کا یہ غلبہ اس شان سے ظاہر ہوا کہ اپنے اور پرائے سب اس کے گواہ ہیں۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب نے آکر اعلان کیا تھا کہ قرآن کی کوئی آیت منسوخ نہیں اس کا ایک ایک شوشہ آج بھی ہمارے لئے قابل عمل ہے۔ اس پر علماء نے اعتراض کیا۔ لیکن تحقیقاتی عدالت میں خود علماء نے مانا کہ قرآن کی کوئی آیت منسوخ نہیں۔ اب یہ امر احمدیت کے حقیقی غلبہ پر گواہ نہیں تو اور کیا ہے۔ اسی طرح مسیح کی آمد ثانی کے بارے میں علماء نے خود تسلیم کیا کہ اس کے متعلق جھگڑے کا کوئی سوال ہی نہیں۔ ان کا آنا یا نہ آنا ہمارے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ حالانکہ ایک زمانہ میں اس مسئلہ پر اتنا زور دیا جاتا تھا کہ اسے کفر و اسلام کا مدار ٹھہرایا جاتا تھا۔ آپ نے کہا یہ ایسی کامیابی ہے کہ اگر ظاہری آنکھ سے نہیں تو عقل کی آنکھ سے نظر آ سکتی ہے۔

قوموں کے عروج و زوال کے مسئلہ پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ امم سابقہ کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ترقی کے دو علیحدہ علیحدہ منہاج مقرر ہیں۔ ایک منہاج تشریعی نبوت کے ساتھ وابستہ ہے اور دوسرا منہاج غیر تشریعی نبوت کے ساتھ وابستہ ہے۔ تشریعی نبی باقاعدہ ایک نئی شریعت لے کر آتے ہیں ان کی ترقی اور رنگ میں ظہور میں آتی ہے وہ جلد عروج حاصل کرتے ہیں اور جو قانون اپنے ساتھ لاتے ہیں اسے نافذ بھی کر کے دکھا دیتے ہیں۔ مگر بخلاف اس کے غیر تشریعی نبی کوئی نیا قانون تو اپنے ساتھ لاتے نہیں وہ سابقہ شریعت کو اس کے اصل رنگ میں پیش کرتے ہیں اور ایک گری ہوئی قوم کو وعظ و نصیحت اور تبلیغ و ارشاد کی مدد سے اٹھاتے ہیں۔ اسی لئے ان کی جماعتیں دنیا میں آہستہ آہستہ ترقی کرتی ہیں اور ایک طویل زمانے کے بعد عروج کو پہنچتی ہیں۔ لیکن عروج کو پہنچتی ضرور ہیں۔ یہ نہیں ہوتا کہ وہ دنیا میں غلبہ حاصل نہ کریں اور اس طرح اپنے حقیقی مشن میں کامیاب نہ ہوں۔ آپ نے کہا تشریعی نبی کی مثال ایک سورج کی طرح ہے جو طلوع ہونے کے چند گھنٹے بعد ہی اپنے پورے عروج پر پہنچ جاتا ہے۔ اس کے بالمقابل غیر تشریعی نبی کو ہم چاند سے تشبیہ دے سکتے ہیں جو چند گھنٹوں میں نہیں بلکہ چودہ راتوں میں جا کر اپنے کمال کو پہنچتا ہے۔ پس احمدیت بے شک ظاہری طور پر ابھی تک دنیا پر غالب نہیں آئی ہے۔ لیکن جہاں بلحاظ دلائل اس کا حقیقی غلبہ پوری شان کے ساتھ جلوہ گر ہو کر ایک عالم کو اپنی طرف متوجہ کر چکا ہے وہاں اللہ تعالیٰ اس کے ظاہری غلبہ کے سامان بھی فراہم کر رہا ہے۔ کیونکہ بفضلہ تعالیٰ اس کا قدم ہر روز آگے ہی آگے بڑھتا جا رہا ہے۔ وہ دن دور نہیں ہے کہ جب احمدیت دنیا پر غالب آئے گی۔ اس کا یہ غلبہ اسلام کا غلبہ ہوگا۔ کیونکہ احمدیت حقیقی اسلام ہی کا دوسرا نام ہے۔ پس احمدیت کے غالب آنے سے ہی اسلام کے آخری اور ہمیشہ قائم رہنے والے غلبہ کی بشارت پوری ہو گی۔ آخر میں مکرم خادم صاحب نے فرمایا۔ احمدیت اسلام کو دوبارہ زندہ کرنے اور اسے از سر نو ساری دنیا میں قائم کرنے آئی ہے۔ مسلمانوں نے ایک ہزار سال تک اسلام کے زوال کا زمانہ دیکھا ہے۔ اب وہ اس زوال کو پھر عروج میں بدلنے کیلئے کم از کم تین صدیاں تو صبر کریں۔ خود بانی سلسلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر غلبہ اسلام کی یہ آخری حد مقرر کی ہے اب زمین ٹل جائے، آسمان ٹل جائے یہ ناممکن ہے کہ بعثت مسیح موعودؑ سے لے کر تین صدیوں کے اندر اندر اسلام دنیا بھر میں غلبہ حاصل نہ کرے یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہو چکا ہے اور بہر حال پورا ہو کر رہے گا۔

اسلامی اصطلاحات کا استعمال

تقریر جاری رکھتے ہوئے خادم صاحب نے فرمایا۔ اسی طرح یہ اعتراض بھی بالکل غلط ہے کہ جماعت احمدیہ اسلامی اصطلاحات کو غلط طور پر استعمال کرتی ہے۔ آپ نے کہا اگر ہم بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعودؑ کے نام کے ساتھ علیہ السلام کے الفاظ استعمال کرتے ہیں تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ظل ہونے کے باعث یہ کسی اعتبار سے بھی محل اعتراض نہیں ہو سکتا۔ ویسے اس بارے میں یہ غلط فہمی بھی پھیلائی جاتی ہے کہ یہ الفاظ صرف انبیاء کے لئے مخصوص ہیں۔ قرآن مجید نے سورہ طٰہٰ سورہ زمر اور سورہ انعام میں ہر ہدایت یافتہ، ہر جنتی اور ہر مومن پر سلام بھیجا ہے۔ اب اگر یہ کہا جائے کہ معنوی طور پر استعمال کرنا تو جائز ہے لیکن اصطلاحی طور پر بجز انبیاء کے اور کسی کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں ہے تو یہ بھی غلط ہے۔ اس کی وجہ ظاہر ہے اس لئے کہ حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ کے لئے سنی حضرات تک "علیہ السلام" لکھتے ہیں۔ اسی طرح شیعہ حضرات تو اپنے تمام اماموں کے لئے بڑے اہتمام سے علیہ السلام لکھنے کے عادی ہیں۔ اس کے بعد آپ نے ائمہ سلف اور بعض دیگر علماء کے حوالے پیش کئے جن میں انہوں نے در بارہ امام مہدی "علیہ السلام" کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ اسی طرح آپ نے "تاریخ احمدی" اور "اشارات فریدی" وغیرہ کتب کے حوالے پیش کر کے ثابت فرمایا کہ حضرت سید احمد صاحب بریلوی کیلئے "امیر المومنین" اور حضرت پیران پیرؒ کی والدہ ماجدہ اور حضرت غلام فرید شکر گنج کی اہلیہ محترمہ کیلئے "ام المومنین" کا لقب استعمال کیا گیا ہے۔

پاکستان کی حمایت

تقریر کے آخر میں مکرم خادم صاحب نے اس الزام کی بھی پر زور تردید کی کہ احمدیوں نے قیام پاکستان کی مخالفت کی تھی۔ آپ نے پاکستان کی حمایت میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی متعدد تقاریر اور ڈائریوں کے حوالے پیش کر کے ثابت کیا کہ احمدیوں نے نہ صرف یہ کہ پاکستان کی زبانی حمایت ہی کی بلکہ اس کی خاطر اپنے لئے بڑے سے بڑا خطرہ مول لینے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ چنانچہ آپ نے ۱۱ مئی ۱۹۴۷ء کے الفضل سے حضرت امام جماعت احمدیہ کی اس تقریر کا اقتباس بھی پڑھ کر سنایا جو حضور نے ۱۶ مئی ۱۹۴۷ء کو ارشاد فرمائی تھی اور جس میں اس عزم کا اظہار کیا گیا تھا کہ خواہ پاکستان میں ہمارے ساتھ انصاف نہ بھی کیا جائے تب بھی ہم پاکستان کے قیام کے لئے کوشاں رہیں گے۔ کیونکہ ہمارا سہارا اور ہمارا محافظ خدا ہے۔ مکرم خادم صاحب نے فرمایا کہ قیام پاکستان کے سلسلے میں اس سے بڑھ کر بے لوث اور بے غرض خدمت اور کیا ہو سکتی ہے کہ انسان اس کی خاطر اپنے ذاتی یا جماعتی مفاد کو خدا کے حوالے کر دے اور حق بات کو حق سمجھتے ہوئے اس کی